

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ (۳۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے (انچیف ایڈیٹر) نمبر ۱۴ وارث روڈ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب (ایڈیٹر) میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ڈبلیو - جے کلارک صاحب ایم اے ایمپرس روڈ لاہور (مینجر)

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر نورافشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نورافشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۱۳ اگست سنہ ۱۹۲۶ء	نمبر ۳۳

جای عبرت ہے عالم فانی

(جناب سید رضا حسین کے قلم سے)

جای عبرت ہے عالم فانی — چند روزہ یہاں ہے مہمانی
آئے دن انقلاب ہوتے ہیں — پھر بھی غفلت ہو وای نادانی
نیک کاموں میں جی نہیں لگتا — دل ہے معروف شغل شیطانی
ہے کبھی شوق نغمہ و رامش — ہے کبھی ذوق راح ریحانی
الغرض دن یوں ہی گذرتے ہیں — ہم ہیں اور خواہشات نفسانی
وقت کی قدر کچھ نہیں کرتے — ہے عجب رنگ طبع انسانی
ہے ہر اک مبتلای آوارہ — خواہ شہری ہو خواہ دہقانی
نہ خبر دین کی - نہ عقبےٰ کی — بس تعیش کی ہے فراوانی
غافلو باز آؤ غفلت سے — تا نہ ہو کل تمہیں پشیمانی
معصیت سے کرو حذر تا ہو — تم پہ ہر وقت فضل ربانی
نورافشاں کو بھی پڑھا کیجے — اُس کے مضموں ہیں سارے نورانی

ہے رضا کی دعا رہے قائم
نورافشاں کی نورافشانی

چشیدم در ازل یک جرعہ از خمخانۂ اُلفت — ہنوز از نشۂ آں بادہ مستم تا چہ پیش آید
کشودم از میان خویشتن زنار شیطاں را — کمر در خدمت محبوب بستم تا چہ پیش آید
ہمہ دم چوں کسے را غیر حق کارے نو از کرد — امید از ما سوای حق گسستم تا چہ پیش آید
شکستم آرزوی نفس را در کام جاں بگسیر — ز دست نفس و شیطاں ہر دو جستم تا چہ پیش آید
بقرص ناں خلقانے قناعت کردم از دنیا — ز حرص و آز و ریخ خلق رستم تا چہ پیش آید
بصورت کار من شد پیش در معنیٰ بیں ہر دم — ازیں معنی بصورت پس نشستم تا چہ پیش آید

عجل گشتم از ایں گفتار بے کردار بس کردم
دہان خویش را حشمت بہ بستم تا چہ پیش آید

مسیحی مجالس کا کام

علاقہ جات رڑکی سہارنپور جگادھری وکھرڑ کے متحدہ سمر اسکول کی کانفرنسوں کے اجلاس کی رپورٹ

ہم ناظرین کرام کی توجہ رپورٹ ذیل کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ خصوصاً ہر ایک واعظ و مناد سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اسے غور سے پڑھے اور ان امور کو ذہن نشین کرے جو اس رپورٹ میں درج ہیں - ایڈیٹر

(سمر سکول ۹ اجون سے ۵ جولائی تک بمقام سہارنپور فراہم ہوا)

چونکہ مجھے گذشتہ سال میں سمر سکول کے کئی کانفرنسوں کے اجلاس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اس لئے میرا شخصی خیال یہ ہے کہ امسال کے اجلاس بہ نسبت گذشتہ سال کے نہایت دلچسپ و تسلی بخش ہوئے - اس میں کوئی شک نہیں کہ جو اہم مضامین کانفرنس کے سامنے پیش ہوئے - اُن کے بارہ میں کسی تسلی بخش نتیجہ تک پہنچنا کوئی آسان بات نہیں لیکن تو بھی ایسے موقعہ پر خیالات کے تبادلہ سے ایک دوسرے کو مدد ملتی ہے اور

غزل

(از قلم جناب ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب حشمت)

بیاد یار در خلوت نشستم تا چہ پیش آید — براہ اعتبار را از خویش بستم تا چہ پیش آید
بجز دیدم پای سعی خویش در رہ بستہ بکشادم — بسوی رحمت حق ہر دو دستم تا چہ پیش آید

بہت حد تک مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اُن کی بابت کچھ گذارش کرنا مناسب ہے۔

۲۱ جون بروز سوموار کانفرنس کا پہلا جلسہ فراہم ہُوا جس میں غور کے لئے خاص مضمون ہندوستانی مسیحی برادری اور اس کے آئین و قوانین تھا۔ پادری جیمس مینوایل صاحب نے اسی مضمون کو نہایت خوبی کے ساتھ پیش کیا اور اُن کے تمام خیالات کا خلاصہ یہ تھا کہ ہندوستانی مسیحی جماعت کا ہندوستانی طریق پرانا مسیحی جماعت کی صحت کے لئے نہایت ضروری امر ہے اور ساتھ ہی اس کے قواعد۔ قوانین و ضابطوں کا مرتب کیا جانا اور عام طور پر اُس کی تعلیم کی اشد حاجت ہے۔ کچھ عرصہ تک اس مضمون پر گفتگو ہوتی رہی بعضوں نے بالکل ہی الٰہیہ پہلو پکڑ کر یہ خیال ظاہر کیا کہ چونکہ بائبل میں مسیحی برادری کی اعلیٰ تصویر موجود ہے۔ لہٰذا بائبل ہی کی تعلیم دینا زیادہ ضروری ہے اور اس کا نتیجہ خود بخود یہ ہوگا کہ اعلےٰ درجہ کی برادری بنجائیگی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی پیش کیا گیا کہ برادری کا خیال ایک پرانا خیال ہوتا جا رہا ہے۔ جس کا تذکرہ اب غیر مسیحی جماعتوں میں سے بھی محو ہوتا جاتا ہے۔ لیکن کثرت رائے اسی بات پر وابستہ ہوئی کہ مسیحی برادری اور اُس کے قواعد و قوانین کا ہونا مسیحی جماعت کی صحت کے لئے ایک نہایت مدلل امر ہے۔ کیونکہ ہمارا ملک برادرانہ صورت کی بود و باش کا عادی ہے۔

کانفرنس کا دوسرا جلسہ بروز بدھ تاریخ ۲۳ جون کو فراہم ہُوا جس کا خاص مضمون۔ متلاشیوں کی تعلیم اور اُن کی آزمائش کا طریقہ تھا۔ یعنی کن طریقوں سے متلاشی کی جانچ پڑتال ہو سکتی ہے۔ ایک رائے یہ پیش ہوئی کہ اگر متلاشی نے بت پرستی کو ترک کر دیا ہے اور اس کے مکان میں کوئی بت پرستی کا سامان یا نشان نہیں تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ واقعی ایک متلاشی ہے۔ دوسرا خیال اس کے بارہ میں یہ پیش ہُوا کہ اگر متلاشی خادم الدین کا خادم علانیہ مقر و متعلم و چندہ دہندہ ہے تو یہ بھی اس کے متلاشی ہونے پر دال ہے۔ تیسری رائے یہ تھی کہ خدا اپنے ذاتی تجربہ سے دریافت کرے کہ متلاشی حقیقت میں حق کا جویاں ہے یا نہیں۔ بالآخر ایک نہایت عمدہ رائے یہ پیش ہوئی کہ متلاشی کی اضطراری و بے قراری دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ اصل کسوٹی ہے اور بعد ازاں اس کا بپتسمہ علانیہ ہونا چاہئے۔

تیسرا جلسہ ۲۵ تاریخ بروز جمعہ فراہم ہُوا جس کا خاص مضمون دیہاتی مسیحیوں کی مشکلات تھا۔ زمینداروں کے ساتھ اُن کے تعلقات اور ان کے استحقاق۔ دو صاحبان نے اس مضمون کو پیش کیا۔ اور اُن کی متفرق مشکلات کا ذکر کیا مثلاً بیگار۔ قلت پانی۔ زمینداروں کا پوری مزدوری نہ دینا۔ تعلیم میں رکاوٹ پیدا کرنا۔ مردوں کا اُٹھا دفنوانا وغیرہ۔ ان سب معاملات کی بابت اول تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان معاملات مذکورہ بالا میں ان کی امداد نہایت ضروری ہے۔ مگر ساتھ ہی اُن میں برداشت کی روح پیدا کرنا چاہئے۔ اور ان کو مضبوط ایمان اور زندگی دار اشخاص بنانا چاہئے۔ کئی ایک اور رائیں پیش ہوئیں مثلاً۔ کہ ان کو زمینداروں کی فرمانبرداری سکھلانا چاہئے۔ اور حتی الامکان مناد کا رسوخ زمینداروں کے ساتھ ہو۔ اُس کے ساتھ ہی یہ بھی کوشش ہو کہ ان میں اتحاد قائم ہو جائے تاکہ وہ خود اُٹھ سکیں۔ چونکہ کانفرنس اس مضمون پر پورے طور سے غور نہ کر سکی۔ لہٰذا ایک کمیٹی قائم کی گئی تاکہ وہ اس پر غور کر کے اپنا فیصلہ سُنائے جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل عبارت میں درج ہے۔ کمیٹی نے سات ایسی مشکلات پر غور کیا جن میں ہمارے دیہاتی مسیحی امداد کے محتاج ہیں (۱) برادری کی طرف سے تمدنی مشکلات۔ اس کے بارہ میں کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے علاقہ جات کے ان گاؤں میں جہاں پوری پوری بستی یا بستی کا بڑا حصہ مسیحی ہو چکا ہے آگے کو یہ کام شروع کریں کہ وہ بستیاں پورے طور پر مسیحی رسم و رواج کی عمل کنندہ ہوں اور وہ اپنے تئیں جنگلی یا چماربرادری سے الگ سمجھ کر اپنی تمدنی ضروریات کا مطالبہ مسیحی جماعت سے کریں۔ مثلاً اگر کسی جگہ کوئی موت واقع ہو تو علاقہ کے مناد کو خبر کر دیں تاکہ وہ اس کام کو مسیحی طرز پر عمل میں لائے شادی کے معاملات میں ضروری ہے کہ کئی علاقے مل کر اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ مثلاً یہ چار علاقے جو یہاں موجود تھے ان امور میں ایک دوسرے کے مددگار ہوں اور جب کسی گاؤں سے لڑکے یا لڑکی کی ضرورت کی خبر ملتی ہے تو حتی الوسع اس کے دستیاب کرنے کی سعی کریں۔ اس طرح وہ بیچارے دوسری برادری کے محتاج نہ رہینگے۔

۲۔ زمینداروں کی طرف سے مشکلات

(الف) روزگار کے متعلق

(ب) زمین سے اُٹھا دینا

ان مشکلات میں اُن کی امداد کرنے کا کمیٹی نے یہ طریقہ مقرر کیا کہ مسیحی مناد جن لوگوں میں کام کرتا ہے وہاں کے دیگر لوگوں سے اجنبی بن کر نہ رہے۔ بلکہ گاؤں کے ذیلدار و نمبردار و دیگر سفید پوش اور دیگر ذی حیثیت لوگوں سے ملاقات بڑھاتا رہے۔ ان کے نجی معاملات میں مشاور۔ بیماری میں تیمار دار اور گاؤں کی خاص خاص مشکلات کے مواقع پر گاؤں کا مددگار ہو اور یوں اپنے آپ کو گاؤں کے لئے ایک مفید ہستی ثابت کرے اور یوں اس کی محبت اس کے علاقہ میں اس قدر وسعت پذیر ہوگی کہ اگر اس کے علاقہ میں کسی مسیحی بھائی پر ظلم ہوتا ہوگا تو بڑی آسانی سے گاؤں ہی میں سے اپنے لئے مددگار حاصل کر سکیگا اور مشکلات کا قلع قمع کر سکیگا اور اس کے متعلق یہ بھی مشورہ پیش ہُوا کہ مناد دیہات کے رواج نامہ کو حاصل کرے تاکہ واقفیت پیدا ہو کہ ان غریب لوگوں کے حقوق کیا ہیں۔ تاکہ وقت فرصت ان کے کام آوے

(ج) مردوں کا اُٹھا دیا جانا

(د) پانی کا بند کرنا۔

(ہ) تعلیم کا روکنا

یہ مشکلات ایسی ہیں کہ ان میں بیجا مداخلت کرنے والا سرکار میں مجرم ہو سکتا ہے اگر ملاطفت سے کام نہ چلے۔ تو سرکار عالیمدار کی اعانت لے۔ اس کے تعلق میں مشنری صاحبان کو چاہئے کہ تعزیرات ہند کا

دیکھو صفحہ ۱۱

نورافشاں

مطبوعہ ۱۳ اگست ۱۹۲۶ء

قربانی اور مسیحی کفارہ

ہم نے پیشتر کہا کہ خدا نے بنی اسرائیل کو بلاشک مالی عبادت میں قربانیاں کرنے کی اجازت دی۔ مگر پرانے عہد کے انبیاء نے لوگوں کی یہ روش دیکھ کر اس بات کا صفائی سے اعلان کیا کہ بدکاروں کی قربانیاں اور عبادتیں نامقبول ہیں۔

یسعیاہ لکھتا ہے:۔

خداوند یوں فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی۔ وہ گھر کہاں ہے جو میرے واسطے بناؤ گے اور میری آرامگاہ کہاں؟ کہ یہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں اور یہ سب موجود ہوئیں۔ خداوند فرماتا ہے لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا اس پر جو غریب اور شکستہ دل ہے اور میرے کلام کے سبب کانپ جاتا ہے وہ جو بیل ذبح کرتا اس کی مانند ہے جس نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور وہ جو ایک برہ قربانی کرتا ہو اُس کے برابر ہے جس نے ایک کتا کی گردن کاٹی ہے۔ جو ہدیہ چڑھاتا ہے ایسا ہے جس نے سؤر کا لہو گذرانا ہے۔ وہ جو یادگاری کے لئے لبان گذرانتا اُس کی مانند ہے جس نے بت کو مبارک کہا ہے ہاں اُنہوں نے اپنی راہیں چُن لیں اور اُن کے جی اُن کی نفرتی چیزوں سے مسرور ہیں ۶۶: ۱-۳

پھر سموئیل فرماتا ہے:۔

سموئیل بولا کیا خداوند سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے خوش ہوتا ہے یا اس سے کہ اس کا حکم مانا جائے دیکھ حکم ماننا قربانی چڑھانے سے اور شنوا ہونا مینڈھوں کی چربی سے بہتر ہے ۱-سموئیل ۱۵: ۲۲۔

زبور میں آیا ہے

صداقت کی قربانیاں گذرانو اور خداوند پر توکل کرو ۴: ۵۔

ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نے نہیں چاہا تو نے میرے کان کھولے۔ سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی کا تو طالب نہیں۔ تب میں نے کہا دیکھ میں آتا ہوں۔ کتاب کے دفتر میں میرے حق میں لکھا ہے اے میرے خدا میں تیری مرضی بجالانے پر خوش ہوں زبور ۴۰: ۶-۷۔

کہ تو ذبیحہ سے خوش نہیں ہوتا۔ نہیں تو میں دیتا۔ سوختنی قربانی میں تیری خوشنودی نہیں۔ خدا کے ذبیحے شکستہ جان ہیں دل شکستہ اور خاکسار کو اے خدا تو حقیر نہ جانیگا۔ زبور ۵۱: ۱۶-۱۷

سلیمان فرماتا ہے کہ:۔

راستی اور انصاف کرنا خدا کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ امثال ۲۱: ۳۔

دانیل نبی لکھتا ہے۔

ستر ہفتے تیرے لوگوں اور تیرے شہر مقدس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں تاکہ اس مدت میں شرارت ختم ہو اور خطاکاریاں آخر ہو جائیں اور بدکاری کی بابت کفارہ کیا جائے اور ابدی راستبازی پیش کی جائے اور اس رویت پر اور نبوت پر مہر ہو اور اس پر جو سب سے زیادہ مقدس ہے مسح کیا جائے۔ سو تو بوجھ اور سمجھ کہ جس وقت سے یروشلم کی دوبارہ تعمیر کا حکم نکلے مسیح بادشاہزادہ تک سات ہفتے اور باسٹھ ہفتے۔ اس وقت بازار پھر تعمیر کئے جائینگے اور دیوار بنائی جائیگی مگر تنگی کے دنوں میں اور باسٹھ ہفتوں کے بعد مسیح قتل کیا جائیگا ۹: ۲۴-۲۵۔

قبل ازیں بتلایا گیا کہ بائبل کے مذہب کا مقصد و مدعا عابد کی معبود سے محبت کی عبادت کا ہے بائبل نے عبادتیں دو قسم کی بتلائی ہیں۔ ایک کو اعتقادی عبادت کہتے ہیں۔ دوسری کا نام مالی عبادت ہے۔ مالی عبادت میں پرانے عہد کی جملہ قربانیاں۔ ہدیے۔ صدقے۔ نذرانے خیرات کی اقسام شامل ہیں۔ جن میں عابد خدا اپنے مال کے منافع چند قیود کے ساتھ خدا کی نذر کرکے اپنے معبود کا تقرب اور اس تقرب کی مسرت حاصل کرسکتا تھا۔ مالی عبادت کی جملہ چیزیں خدا کی نذر و نیاز کی جاتی تھیں وہ تعلیمی رنگ رکھتی تھیں۔ مگر بنی اسرائیل نے جب قربانیوں وغیرہ سے اصل مطلب کو نہ سمجھا۔ ارکان عبادت کی پابندی نہ کی تو خدا نے انبیاء کی معرفت بیدینوں اور نافرمانوں کی عبادتوں اور قربانیوں کی نامقبولیت ظاہر فرما کر قربانی وغیرہ کی اصل غرض کو ظاہر کر دیا۔ اور وہ اصل غرض اوپر کے چند مقامات سے ظاہر و روشن ہے جس کا مطلب و مدعا یہ ہے کہ خدا اپنے عابدوں سے محبت کی عبادت محبت کی اطاعت و فرمانبرداری محبت کی خودانکاری و خودنثاری کا طالب ہے۔ راستبازی اور انصاف پسندی کا جویاں ہے وہ قربانیوں کا بھوکا نہیں ہے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ خود اس کے لئے نذر و نیاز ہوں کہ ان کا جینا مرنا اُن کے اقوال و افعال۔ اُن کی زندگیوں کے جملہ مشاغل خدا ہی کے لئے ہوں۔ پس جو عابد مالی عبادت کے اس مفہوم کو جانتا مانتا تھا اُس نے عہدنامہ نے اُس کے لئے کسی چیز کی قربانی و نیاز لازم رکھا تھا۔ اب اس سے مسیحی قربانی اور کفارہ کا مطلب آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے

مسیحی قربانی اور کفارہ

بیان مافوق کو مدِنظر رکھکر مسیحی قربانی اور کفارہ کا مطلب سمجھو۔ مسیحی قربانی خداوند یسوع مسیح کی اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل و سمجھ سے اپنے خدا کی محبت کی عبادت ہے۔ جو اُس نے خدا کے اعلےٰ علم و عرفان کے ساتھ کی۔ جو اعلےٰ عقل و شعور کے ساتھ کی جو اُس نے اپنی رضا و رغبت کے ساتھ کی۔ اس نے

اس محبت کی عبادت میں اپنی زندگی کو۔ زندگی کی قوائے ذہنیہ و اخلاقیہ کو۔ خواہ جسمانیہ و روحانیہ کو خدا کی اس طرح نذر و نیاز کر دیا کہ اُسکی زندگی کے افعال و اقوال سے۔ اُسکی نشست و برخاست سے۔ اس کے کام و کلام سے۔ اُس کی موت و انجام سے خدا ہی کی سچائی و صداقت اور اُس کے کلام کی حقانیت ہی ظاہر و باہر ہو۔ پس مسیحی قربانی و فدیہ وغیرہ خداوند یسوع مسیح کی عبادت ہے محبت اور رضاء و رغبت کی عبادت ہے اعتقادی اور عملی عبادت ہے خدا کی مطلوبہ عبادت ہے۔ جو خداوند یسوع مسیح کے زمانہ تک کسی نے نہ کی تھی۔ خداوند یسوع مسیح کے بعد تا حال کسی مخالف مسیح سے نہیں ہو سکی۔

خداوند یسوع مسیح کو معانی مذکورہ کی عبادت کرنے کا پورا پورا حق حاصل تھا۔ وہ انسان کامل اور عابد اکمل ہو کر بنی نوع انسان کے درمیان پیدا ہوا۔ وہ ان جملہ قوانین کے ماتحت پلا اور جوان ہوا اور کام کرتا رہا۔ جن کے ماتحت کل بنی نوع انسان پیدا ہوتے اور پرورش پاتے تھے۔ اُس کی ذات و شخصیت عوارض انسانی سے بری نہ تھی۔ وہ انسان ہو کر نہ صرف قوانین قدرت کے تابع تھا بلکہ رومی حکومت کے قوانین کے ماتحت تھا۔ یہودی مذہب اور شریعت کے تابع تھا۔ اس وجہ سے وہ پورا انسان تھا۔ اس کے لئے یہ امر لازم اور جائز تھا کہ وہ جیسا کہ قوانین نیچر اور قوانین سلطنت کے تابع تھا ویسا ہی قوانین مذہب کے تابع ہو۔ پس اس نے نہ صرف قوانین نیچر اور سلطنت کو پورا کیا بلکہ قوانین مذہب کی اکمل تکمیل کی۔ یہی اس کی عبادت و قربانی ہے کہ وہ صلیبی موت کے آخری دم تک خدا کا وفادار رہا۔ پس خداوند یسوع مسیح کی قربانی انسان کامل اور عابد اکمل کی عبادت ہے۔ جس نے دنیا کو خدا پرستی کے معنے بتلائے۔ جانوروں کی قربانیوں کا بیان یہاں پر ذکر تذکرہ کرنا عبث و بے سود ہے۔

مسیحی قربانی اصلی اور کامل قربانی ہے اس وجہ سے وہ اصلی عبادت ہے۔ جائے غور ہے کہ معانی مذکورہ کی عبادت و قربانی کا یہ تقاضا ہے کہ وہ عابد و مذبوح میں معبود کی حقانیت و حضوری کے احساس کو اس درجہ تک بھر دیوے کہ عابد و مذبوح اسکی عبادت میں اپنا سب کچھ دے دینا نفع یقین کرنے لگے بروقت ضرورت اپنے معبود کی عبادت سے جان تک دینے سے دریغ نہ کرے۔ خداوند مسیح نے اپنے آپ کو اس احساس کے ساتھ قربان کیا اور صلیبی دکھوں کی آگ میں جلکر اس صداقت کو سچا کیا جو انجیل کے متن میں اسکی زندگی کے کام کلام سے وابستہ ہے۔

مسیحی قربانی اور عبادت کا نتیجہ کفارہ ہے

بیان مافوق اثبات کا مظہر ہے کہ ہمارے مخالفوں میں اور ہم میں زیر بحث امر تو خداوند یسوع مسیح کی قربانی کا عبادت ہونا ہے۔ اگر خداوند یسوع مسیح کی تمام زندگی و موت اور اس کا کام و کلام عبادت قرار پا سکتا ہے تو وہ عبادت قربانی و خود انکاری و خود نثاری کے سوا نہیں ہو سکتی ہے۔ اور ان معانی کی عبادت و قربانی یسوع مسیح نے ضرورۃً ضرور کی اور اس کا لازمی نتیجہ کفارہ ہے۔ اگر ہمارے مخالف خداوند یسوع مسیح کی قربانی کو غیر عبادت ثابت کر سکتے ہوں تو ثابت کریں۔ تب مسیحی کفارہ کی خود بخود بنیاد جاتی رہیگی۔

(باقی پھر)

مسیحی سنیاسی

اگر ہم سے یہ سوال کیا جائے کہ مسیحی دین اور بدھ دھرم میں مابہ الامتیاز یعنی فرق کیا ہے تو ہم بلا خوف تردید و توقف فی الفور کہہ دینگے کہ جہاں بدھ نے اپنے پیرؤوں کو دنیا و مافیہا کو ترک کر دینے کی ہدایت و تاکید کی ہے وہاں مسیح نے دنیا میں رہ کر دنیا کی بدی اور گناہ سے بچے رہنے کا سبق سکھایا ہے۔ اور اگر دنیا و تعلقات دنیوی سے کنارہ کشی کرنا ہی احسن طریق زندگی ہے۔ تو یہ بالکل حق و راست ہے کہ بدھ دھرم سچا اور قابل قبول ہے۔ مگر مسیح نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ ہاتھ کاٹ دو تاکہ تم چوری نہ کر دیا زبان کاٹ ڈالو تاکہ بدزبانی سے بچ سکو۔ بلکہ اسکی تعلیم و زندگی دونوں سے عیاں ہے کہ ہر قسم کی آزمایش و ترغیب و تحریص اور کشش کا جو نیکی و خدا پرستی کے خلاف ہو۔ جوانمردی سے مقابلہ کرنا اور دنیا میں رہ کر دنیا کی آلودگی سے پاک و صاف رہنا ایک مسیحی کا خاصہ اور غرض ہے۔ کسی مسیحی شاعر نے اسکو کیا ہی عمدہ پیرایہ میں ادا کیا ہے ؎

کہتا نہیں کہ دنیا سے مجھ کو نکال دے
دنیا کی خواہشیں دے دل سے نکال دے

ایک مسیحی کے نزدیک ترک دنیا جوانمردی و مردانگی نہیں بلکہ حد درجہ کی بزدلی و حماقت ہے۔ ناواقف مسلمان الزام دیتے ہیں کہ مسیحی مذہب نے رہبانیت یعنی ترک دنیا کی تعلیم دی ہے۔ مگر وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ مسیح کا کوئی قول۔ کوئی فعل اور کوئی اشارہ اس قسم کا پایا نہیں جاتا جس سے ترک دنیا یا سنیاسی پن کی ذرا بھی حمایت ہوتی ہو۔ نادان لوگ رومن کیتھلک راہبوں کے حالات کا مطالعہ کر کے مسیحیت کی نسبت غلط خیال پیدا کر لیتے ہیں۔ اس الزام کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک دو مسیحی گشتی مناد دوں کو دیکھ کر بھی انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ مسیح نے تارک الدنیا ہونے کی تعلیم دی مگر یہ غلط ہے اگر ترک دنیا بہتر ہو تو مسیحیت کی نسبت بدھ مت بہت ہی افضل ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ترک دنیا کا عقیدہ مسیح کے نمونہ پر داغ اور اُس کی بدنامی کا موجب ہے۔ مسیحی کی زندگی مسیح کے مثل ہونی چاہیے اور یہ ثابت و ظاہر ہے کہ مسیح تارک الدنیا نہیں تھا۔ چنانچہ

ہارویسٹ فیلڈ

جلد ۴۶ نمبر ۳ میں مسیحی سنیاسی کے عنوان سے ایک نہایت ہی قابل قدر مضمون شائع ہوا ہے جسے ہم ترجمہ کر کے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

مسیحی سنیاسی

جب ان ہر دو الفاظ کو باہم استعمال کرتے ہیں تو سب سے اول دل میں یہ خیال آتا ہے کہ کیا یہ الفاظ ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں یا نہیں۔ لفظ سنیاسی

کا مفہوم ہندو مذہب میں یہ ہے کہ سنیاسی وہ انسان ہے جو دنیا کو محض برا تصور کرے اور اس لئے اُسے اور اُس کے جملہ تعلقات سے قطع تعلق کرے مگر مسیح اس معنی کا سنیاسی ہرگز نہ تھا۔ بلکہ اُس گاؤں کی خانہ انی، معاشرتی اور پیشہ ورانہ زندگی میں کامل طور پر داخل ہوا جس میں کہ وہ رہتا تھا اور جب اس میں اپنے مقصد کا پورا احساس ظاہر ہوا اور اس پر عمل پیرا ہونے کا وقت آپہنچا تو اُس نے اپنے معاصرین کے طور و طریقوں سے نفرت نہ کی۔ نہ اس نے اپنا معمولی لباس اُتار کر کسی خاص قسم کا جامہ پہنا اور نہ اُس نے دنیا کو بُرا قرار دیا۔ اُس نے دنیا کو خدا کی دنیا سمجھا اور اُسی سے اپنی عظیم تمثیلات اور بادیانہ تعلیمات اخذ کیں۔ وہ ہر درجہ کے لوگوں کے ساتھ خورد و نوش کرتا تھا۔ اُسکی واحد نیت یہ تھی کہ وہ اپنے مقصد کو پورا کرے اور ہم اُسکی زندگی اور تعلیمات میں کسی جگہ بھی بجز گناہ کے کسی دوسری شے سے نفرت نہیں پاتے زندگی کے معمولی رشتے خدا کے مقرر کردہ ہیں اور ان کو خدا کے روح سے پاکیزہ صاف اور معمور اور خدا کے کام کے لئے مقدس کرنا لازم ہے۔ مسیح کی زندگی۔ تعلیم اور کام میں ہر جگہ یہ بات ظاہر ہے کہ مردوں اور عورتوں کو اسی جہان میں جو خدا نے اُن کے لئے بنایا ہے پیدا ہونا۔ بڑھنا۔ رہنا۔ ملنا۔ جلنا۔ کام کرنا اور مرنا ضرور ہے۔ مگر

ہندوؤں کے نزدیک سنیاسی کے معنی

بالکل ..... مختلف ہیں۔ دنیا بذاتہ ایک دھوکا یا مایا ہے۔ ہر رسی جو انسان کو دنیا سے باندھتی ہے ایک ہتھکڑی ہے جسے ضرور ہی توڑ دینا چاہئے۔ سنیاسی پر معمولی تعلقات زندگی کی کوئی ذمہ واری نہیں اور عام آدمیوں پر جو فرائض اور دستور عاید ہیں وہ ان سب سے آزاد ہے۔ حاصل کلام سنیاسی ایک بجز فانی ہستی قرار دیا گیا ہے۔ لوگ اُسے ذات الٰہی کے قریب مانتے اور اس کے قدموں پر گر کر پرستش کرتے ہیں اور جو عزت و تعظیم خدا کو واجب ہے وہ ان کو دی جاتی ہے جو بھگوے کپڑے پہن لیتے ہیں اور جب ہم مسیحی سنیاسی کی اصطلاح کو قومی معنوں پر محمول کرتے ہیں تو یہ الفاظ ایک دوسرے سے نہ صرف ملتے نہیں بلکہ تردید کرتے ہیں۔ ہاں ایک معنی میں ہم انہیں ملا سکتے ہیں۔ مسیحی سن کی ہر صدی میں ایسے مرد اور مستورات ہوتی رہی ہیں۔ جنہوں نے کثرت معروفیات زندگی کو ترک کر کے علیحدگی اختیار کر لی اور سمجھ لیا کہ صرف اسی طرح سے ہم خدا کو دیکھ سکتے اور پاکباز اور مقدس زندگی گذار سکتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جنہوں نے خدا کی دعوت پا کر سب کچھ چھوڑ دیا اور اس کے نام کی منادی کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور کل کی مطلق فکر نہ کی۔ اگر ہم ایسے لوگوں کو سنیاسی کے نام سے موسوم کریں تو ہمیں اس بات کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے ہندو معنی کا سنیاسی ہرگز مراد نہیں

ہند میں سنیاسی کی ضرورت

ہندوستان میں ایسے لوگوں کے لئے خواہ اُن کی تعداد نہایت ہی محدود ہو کرنے کو کافی کام پڑا ہے چند عرصہ سے ہندوستان میں ایسے اشخاص پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے زرد رنگ کے کپڑے پہن لئے اور اس بات کو جانے بغیر کہ ان کے قدم ان کو کس سمت کو لے جائینگے چل کھڑے ہوئے۔ ان میں سے اس وقت عوام الناس کی نظروں میں غالباً نمایاں ترین سندر سنگھ ہے۔ اس کے متعلق کتابیں شائع کی گئی ہیں اور اس نے بہت جگہوں کا دورہ کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس کی مؤثر اور دلکش شکل صورت قدیم وضع کے سنیاسیوں کے لئے زرد لباس اور فعل میں ہندی بائبل نے ہندوستانی مسیحیوں کی ایک کثیر جماعت کے خیالات کو کھینچ لیا ہے۔ وہ اس کے وعظوں کو سننے کے لئے کثرت سے جمع ہوتے اپنے شکوک و مشکلات اس کے سامنے پیش کرتے اور اس کے قدموں پر گر کر تعظیم بجا لاتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اُسکی تعلیم سادہ۔ قدرتی نشانوں سے پُر اور کامل طور پر تبلیغی ہوتی ہے اور ساتھ ہی اُس کا مشورہ بھی نہایت ہی سلیم العقل پر مبنی ہوتا ہے ہم نہیں جانتے کہ آیا اُس نے انکو جو اُس کے قدموں پر جھکتے ہیں۔ پطرس کی طرح یہ کہا یا نہیں کہ اُٹھ کر کھڑا ہو کہ میں بھی تو انسان ہوں۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ ایسے بھگت لوگوں کی خدمتیں مسیحی جماعت کے لئے نفع عظیم کا موجب ہیں۔

سنیاسی اور دوسروں ..... کے لئے ایسی زندگی پُر از خطر ہے۔ حد سے زیادہ درجہ دیا جانا ایک خطرہ عظیم ہے اور روحانی تکبر سخت گھاتی دشمن ہے۔ جس بعض کو برداشت کرنا ہوتا ہے۔ وہ آزمائش کے خلاف عمل کرتی ہیں۔ لوگوں کے لئے یہ خطرہ ہے کہ وہ قاصد کو وہ عزت دینے لگ جاتے ہیں جو اُس کو لائق ہے جس نے قاصد کو بھیجا اور پیغام دیا۔ اہل ہند جملہ دیگر امور کی طرح مذہب میں بھی ظاہری شکل کو پسند کرتے ہیں۔ دنیا میں جہاں خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے جادو اور آزمائش بدی سے گھرا ہوا ہونے کے باوجود عمل پاکیزہ اور عابدانہ زندگی بسر کرنے کی نسبت یہ بہت آسان ہے کہ جو شخص ہمارے جذبات کو چھوئے اور ہماری مذہبی حسیات کو تیز کرے جھٹ اُس کے قدموں پر گر جائیں ہندوستان کو جس بڑے سبق کی ضرورت ہے۔ وہ

عبادت بالاعمال

ہے نہ کہ تارک الدنیا ہونے اور خیال بھگت بننے کی جگہ خانہ انی باپ اور خانہ انی ماں کے روزانہ فرائض کی انجام دہی کی ضرورت ہے۔ ایسے روزانہ کام جو ایک انسان غفلت شعاری یا بددیانتی اور دنیا کے خطروں کی طرف لے جانیوالی فضا میں رہ کر جفاکشی سے انجام دے۔ ایسے روزانہ کام جن سے گھر اور خاندان کی پاکیزگی کے ساتھ حفاظت کا انتظام ہو۔ ایسے روزانہ کاموں کی ترتیب جس سے انسان کی خدمت مناسب اور عبادت روحانی ہو جائے۔ مسیحی جماعت کو ایسے رسول بہت مفید ہونگے جو لوگوں کو توبہ اور خدا پر ایمان لانے کی طرف دعوت دیں۔ لیکن ان مرد اور عورتوں کی وقعت



شدہ رشتہ گیاں اس سے بھی زیادہ نمائندہ بخش ہیں۔ جو اینسی اور تباہی کے باوجود بھی مسیح سے چمٹے رہیں۔ اور وہ درحالیکہ وہ اپنے جمعوں کے ساتھ اس موت کے لئے جو فانی ہے سخت مشقت اُٹھاتے ہیں۔ اپنی زندگیوں میں مسیح کی روح کو ظاہر کرتے ہیں۔

ہم ایک ایسے جوان سے آگاہ ہیں جس نے سادھو سندر سنگھ کے نمونہ کی پیروی کرنی چاہی۔ بلا اطلاع گھر سے نکل گیا۔ کپڑے رنگے اور بلا ٹکٹ ریل میں سوار ہوا۔ اور مختلف الاقسام کے لوگوں کے ساتھ جن میں ایک ہندو سنیاسی بھی شامل تھا کھاتا پیتا رہا۔ اور خراب میں والدین اور اہل خانہ کے غم و رنج کی اطلاع پاکر گھر کو واپس پھرا۔ سادھو سندر سنگھ کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن میں سادھو جی کے تبت میں مصائب کی کہانیاں ہیں جنہیں قبول کرنا مشکل ہے۔ لیکن جو کچھ ہم نے سُنا اس سے یقین ہوتا ہے کہ آپ ایک ایسی خدمت انجام دے رہے ہیں جو اُن کے اپنے ملک کے لئے فائدہ مند ہے"۔

ہارڈ ویسٹ فیلڈ کے الفاظ منقولہ بالا میں نہایت ٹھوس دور اندیشی پائی جاتی ہے۔ سادھو سندر سنگھ کے وعظوں سے جو روحانی فائدہ ہندوستان اور بالخصوص جرمنی کے لوگوں کو پہنچا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ایسے بہت سے سادھوؤں کی ضرورت ہو جو دنیا میں مسیحی ۔ ۔ ۔ بہتے اور عام لوگوں سے ملتے جلتے اور اُن کے ساتھ کھاتے پیتے ہوئے مسیحی زندگی کا اظہار کریں۔

محان

تصحیح

نور افشاں ۶ اگست کے صفحہ ۵ پر بعنوان "بائبل اور مسلم علما" کی سطر ۲۱ وہیں میں توبیخ کی جگہ توضیح اور سطر ۲۷ وہیں میں مستفسرین کی جگہ مستفسرین پڑھنا چاہیے۔

تذکرہ مسیحی شعرای ہند

نور افشاں نے ظاہرا اپنے ہی اپنے کالموں میں شور بلند کیا تھا کہ مسیحیوں میں قابل قدر ہستیاں اپنی دور ختم کرکے نذر خاک ہوتی جارہی ہیں اُن کی زندگی کے سوانح مسیحیوں کی زندہ نشت کے لئے بیش قیمت خزانہ ہیں مسیحیوں کو جلد انہیں ضبط تحریر میں لاکر ان پر قبضہ کرنا چاہیے ۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ اُن کا نام و نشان مٹ جائے پھر تلاش کرنے سے بھی دستیاب نہ ہوں ۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری یہ آواز سنی گئی رسالہ تجلی اور قاصد میں مسیحی بزرگوں کی سوانحعمریوں پر کچھ نکلتا آیا ہے پر جو سوانح نگار مسیحی شعرا کے حصہ میں آیا ہے وہ ہر معنا میں موزوں اور قابل ہستی ہے ۔ جس کے نام نامی اور اسم گرامی سے جن کے شعر و سخن اور استاد فن ہونے سے ایک عرصہ بعید سے ہر ایک ناظر نور افشاں واقف و آگاہ ہے۔ جیسے مسیحی شعرای ہند کی سوانح نگاری اہم و نازک مضمون ہے ۔ ویسا ہی قابل و فاضل سوانح نگار اس کے حصہ میں آیا ہے ہمیں قوی امید ہے کہ آپ ہند کے مسیحی شعرا کی سوانح نگاری کے مردہ قالب میں زندگی کی روح پھونک کر ضرور دکھائینگے ہر ایک مسیحی شاعر کی سوانحعمری اس کی جیتی جاگتی تصویر بنائینگے اور مسیحی لڑکے لڑکیوں کے لئے اُن کی زندگی اور ان کے کلام کو ایک دائمی گیت بنا دکھائینگے ۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا حضرت رسا کی اس کام میں امداد فرمائے

ایڈیٹر

بے سبب طور پہ کیوں حضرت موسیٰ گرتے
جلوۂ یار میں مستور کوئی راز بھی تھا

(رسا بریلوی)

اول میں اپنے عزیز محترم بزرگ پادری غلام مسیح صاحب دام اقبالہ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کمال مسرت سے میری التدعا کو قبول فرمایا۔ امید ہے کہ ذیل کی چند سطور پر اہل قلم اور دلدادگان اُردو واجبی توجہ کرینگے ۔ اور مجھے شکریہ کا موقع دینگے۔

یوں تو زبان اُردو درحقیقت بڑی مشکل اور دشوار ہے۔ مگر یہ کہنا بھی انصاف کی گردن . . . پر کند چھری پھیرنا ہے کہ دہلی یا لکھنؤ کی زبان اُردو کا مرکز ہے۔ یا یوں کہیئے کہ لکھنؤ اور دہلی کے اطراف کے رہنے والے ہی اُردو جانتے، صحیح اور فصیح زبان بولتے اور لکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہندوستان کا ہر سمجھدار آدمی اُردو کا صحیح بولنے والا بن سکتا ہے اگر وہ لکھنؤ اور دہلی کے درست محاورات کو اساتذہ کے مستند کلام سے سیکھ لے۔ نثر لکھنے والا بھی زبان کا حاکم ہوتا ہے جیسے کہ ایک شاعر۔ فرق صرف اتنا ہے کہ زبان کے ہر لفظ کا شاعری کی کسوٹی میں کسے جانے کے بعد وزن اور صحیح تلفظ پوری طرح سے معلوم ہو جاتا ہے

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

مصور پھول یا تصویر کو نہایت خوبی اور خوبصورتی سے کھینچ کر اپنے دست نگار کے کمال کا جوہر دکھلاتا ہے دنیا سے واجبی داد پاتا اور روپیہ بٹورتا ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ مصور کا پھول یا تصویر کھینچنا اتنا عجیب و قابل ستائش نہیں جیسے کہ ایک پھول کے مضمون کو سو رنگ سے باندھنا۔

بس ایسے نقادان سخن کے نمود و نام کو قائم رکھنے کا انتظام نہایت ضروری و لابدی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ مسیحی نامور ہوں۔ اہل تصنیف نثر نویسان اور شعرای مرحومین و موجودہ کے بہترین کلام کا نمونہ نمائشگاہ عالم میں نہ رکھا جائے۔ ترتیب سوانح کا کام آسان بات نہیں ہے۔ سچ پوچھیے تو واقعات کی تلوار چلانا ہے۔ زمانے کا مقابلہ کرنا جوانمردی اور دانشمندی کے خلاف نہیں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم قابل مسیحیوں کی سوانحعمریاں لکھیں اور ان کے بہترین اور مستند کلام کو نہایت التزام کے ساتھ ہوا خواہان اُردو کے روبرو پیش کریں۔

جیسا کہ ہندو مسلمانوں نے اپنے بزرگوں کی سوانح عمریاں لکھیں اور اُن کے کلام کو پبلک کے روبرو پیش کیا اس سے نہ صرف اُردو ادب میں قابلِ قدر اضافہ ہوگا بلکہ دلدادگانِ زبان اُردو اسکی خریداری پر ٹوٹ پڑینگے اہلِ ذوق کو علمی اور روحانی فیض حاصل ہوگا۔ موجودہ شعرا کو بیحد خوشی اور مرحوم مسیحی شعرا و اہلِ قلم کی روح کو زیادہ سے زیادہ مسرت اور ثواب۔

خدا کے فضل سے اب ہماری جماعت میں خاص تعداد قابل شعرا کی موجود ہے جو دوسرے شعرا سے کسی بات میں کم نہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ ہم بزرگان حسن علی سفیر۔ مشہور۔ واعظ۔ صبر۔ اسیق۔ نصیر۔ منت۔ فلک۔ شکر۔ سیف۔ عابد۔ شفا۔ شاکر۔ قنا۔ حشمت۔ نادر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ طالب۔ ثاقب۔ مختر۔ ذاکر۔ غنی۔ طالب۔ جان۔ ثاقب۔ حلیم۔ قبیل۔ سائل۔ صادق۔ عاشق۔ شوق۔ خلف الرشید حضرت صبر اور زندگی وغیرہ کے نام نامی سے آشنا تھے۔ اب تو خدا کے فضل و عنایت سے بہت سے ایسے اور بھی مسیحی شعرا پیدا ہو گئے ہیں کہ جنکا کلام قابلِ قدر اور غذائے روح ہے۔ لازمی ہے کہ ہر ایک مسیحی شعرا و فصحا کی محبت میں اپنی زبان کو مستند اور فصیح بنائے۔ لہٰذا ہر ایک اہلِ قلم شاعر اور نثر لکھنے والے کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ اپنے حالات۔ قابلیت اور مختصر کلام بہت جلد مجھ نگہبان کے پاس بھیج دیں تاکہ کام شروع ہو جاوے۔ آپکی سوانح عمریوں کا انتخاب اور تشریح کے ساتھ نور افشاں کے گوہربار کالموں میں نمایاں ہونے کا ذمہ ہم لیتے ہیں۔

رسا بریلوی

بمبئی ۱۰ اگست۔ بمبئی کونسل میں آج لوکل بل پر بحث جاری رہی، جسکا مطلب یہ ہے کہ جو مقامی جماعتیں میونسپل، ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ اچھوت قوموں کو سڑکوں یا دھرمسالاؤں کے استعمال کی اجازت نہ دیں انہیں سرکاری امداد دینے سے انکار کر دیا جائے۔ کسی قدر ترمیم کے بعد آخر یہ بل پاس ہوگیا۔

(بندے ماترم)

تحقیق آریا

مصنفہ

عالیجناب پادری مولینا مولوی ایل سلطان محمد خانصاحب فاضل عربی مصنف کتب متعدد

پر

ریویو

نمبر چہارم

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل۔ ایل۔ ایڈ ایل۔ پی۔ ایم قصوہ کوٹ بیراں۔ ضلع لاھور)

عمدۃ المحققین و زبدۃ المدققین یورپ نے کمال جستجو اور تحقیق کے بعد پتہ لگا لیا ہے کہ آج سے قریباً ۳½ ہزار برس ہوئے کہ اُس وقت ملکِ ہندوستان کے اصلی باشندے کول۔ دراوڑ بھیل۔ گونڈ سنتھال وغیرہ تھے اور بہت سی روایتوں۔ نشانوں۔ لاٹوں۔ کتبوں۔ سکوں اور نیز ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بیچ سے ہزار۔ سو ہزار برس پیشتر شمال کی جانب سے ایک قوم ملکِ ہند میں وارد ہوئی جس کا نام ایرین تھا۔ ہزاروں برس ہوئے کہ جب اُن کے بزرگ بحر اسود اور بحیرۂ خضر یعنی بلیک سی اور کیسپین سی کے مابین جیحوں اور سیحوں کے سرسبز و شاداب اور وسیع میدانوں اور کوہ قاف کے ارد گرد کے زرخیز قطعوں میں رہتے تھے۔ اُن کی ... طرزِ معاشرت سادہ تھی اور ایک مدت مدید تک وہ یونہی ایک ساتھ ملکر مل جُل کر رہتے اور زمین کو جوت کر اپنے لئے اناج پیدا کرتے تھے۔ اسی سبب سے اُن کا نام ایرین مشہور تھا کیونکہ اس لفظ کے معنی کسان اور ہل چلانے والے۔ قلبہ ران اور کاؤسان کے ہیں۔ ان اضلاع میں جہاں یہ رہتے تھے غلہ کی افراط تھی۔ کیونکہ چاروں طرف پانی بہتات سے تھا۔ اور زمین بھی زرخیز تھی۔ مگر جب اُن کی آبادی بڑھ گئی اور اس قطعہ زمین میں گنجائش باقی نہ رہی تو مجبوراً انہیں کسی وسیع مناسب مقام اور روزی کی تلاش میں ادھر اُدھر جانا پڑا۔ اس وقت کی کوئی تاریخ موجود نہیں۔ تو بھی اُن کی زبان اور دیگر مختلف ممالک کی اقوام کی زبانوں کے مطالعہ اور مقابلہ سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں ہندوؤں۔ ایرانیوں۔ ارمنیوں۔ یونانیوں۔ روسیوں اور جرمن قبیلوں کے بزرگ ایک ساتھ رہتے اور ایک ہی زبان بولتے تھے۔ کیونکہ اُن کی زبانوں کے بہت سے الفاظ باہم ملتے ہیں۔ اور صرف ونحو کے قواعد بھی اُن میں قریباً یکساں ہیں۔ جگہ کی تنگی اور معاش کی کمی کی وجہ سے آخر اُن میں ایک دوسرے سے جدا ہونا پڑا۔ جُدائی کے بعد اور اور ملکوں کی آب و ہوا اور نئی نئی ضرورتوں کے تقاضوں اور وہاں کی اصلی اقوام کے ساتھ میل جول نے قدیمی مادری زبان کے بہت سے الفاظ اور محاورات بھلا دیئے اور زبان میں بھی تغیر عظیم برپا ہوگیا۔

علم فلالوجی کے ماہرین و محققین ہم کو بتاتے ہیں کہ ان کے دو بڑے گروہ جو ہزاروں لاکھوں آدمیوں پر مشتمل تھے۔ اپنے اصلی وطن کو خیرباد کہکر مشرق اور مغرب کی طرف روانہ ہوئے۔ مشرق میں براعظم ایشیا اور مغرب میں براعظم یورپ اُس وقت بہت کم آباد تھے۔ اور ساری سرزمین گھنے جنگلوں سے اٹی پڑی تھی۔ شروع ہی شروع میں اُنہوں نے پہاڑوں کے دامنوں جنگلوں کے گرد نواح اور دریاؤں کے سیراب کناروں پر اپنے ڈیرے ڈالے اور پھر میدانوں کو صاف کر کے اور ساتھ ہی ساتھ ملک کے اصلی باشندوں کے ساتھ جنگ و جدل کر کے اور اُن پر غالب آ کے رفتہ رفتہ شہروں اور بستیوں کی بنیاد ڈالی۔ جو جتھا مغرب کی طرف گیا وہ آہستہ آہستہ قریباً تمام یورپ کی سرزمین پر پھیل گیا اور آج تک وہاں پر مختلف حصوں میں موجود ہے۔ حال کی کُل فرنگستانی قومیں انہی کی اولاد ہیں۔ دوسرا جتھا مشرق کی طرف بڑھا۔ ایشیا اور ایران کی سرسبز وادیوں اور چراگاہوں اور سبزہ زاروں میں اُن کے اور اُن کے مویشیوں

کے لئے با افراط خورش تھی۔ چنانچہ بہت سے گروہ وہاں سکونت پذیر ہو گئے اور مدتوں وہاں اکٹھے بستے رہے۔ لیکن جب وہاں آبادی بڑھ گئی اور گنجائش باقی نہ رہی تو پھر مختلف جتھے اور گروہ براہ کابل و قندھار کوہ ہندوکش سے گذر کر پنجاب میں آ گئے۔ یہاں کے سرسبز و شاداب میدان اور زرخیز قطعات ان کو بہت پسند ہوئے۔ سب سے اول اُن کی بستیاں دریائے سندھ کے کنارے پر قائم ہوئیں اور اسی جگہ اپنے طریقہ کے مطابق اپنے دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگے۔ مگر پھر بھی اُن کے دلوں میں قدیم رشیوں کی یاد تازہ رہتی تھی۔ چنانچہ رگوید ۱: ۱-۲ میں یوں لکھا ہے کہ "اگنی دیوتا جو قدیم رشیوں کا قابلِ پرستش تھا نئے رشیوں کا بھی ہے دیوتاؤں کو یہاں لائے"۔ یہ قدیم رشی اور جدید رشی کون تھے؟ وید کے شروع ہی میں لفظ قدیم اور جدید کے دیکھنے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ قدیم رشی البتہ وسط ایشیا کے آتش پرست اور گبر قدیم آریا تھے۔ اور جدید رشی ہندوستان کے نوآباد آریا تھے۔ سائنا چارج نے قدیم رشی کے معنی بھرگو۔ انگیرا وغیرہ قرار دیئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگیرا اور ژند اوستا کا انگرو بالکل یکساں نام ہیں۔ اب بھرگو کو اہلِ ہنود اسروں کا گرو تنکا کا باپ مانتے ہیں۔ اگر زرتشت کے حامی اسر ٹھہریں تو بھرگو اوستنگ بزرگ ٹھہرتے ہیں۔ پھر تنکرا کا دوسرا نام اوشنانہ یعنی اُشن کا بیٹا ہے۔ جس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بھرگو کا دوسرا نام اُشن تھا۔ اوستا میں اُشن نام ایک بزرگ کا ہے۔ پس بھرگو عرف اُشن ایک اوستنگ رشی ٹھہرتے ہیں۔ لہٰذا رگوید کے ۱: ۲ میں جو قدیم رشیوں کا ذکر ہے جنہیں سائنا چارج نے بھرگو۔ انگیرا وغیرہ قرار دیا وہ وسط ایشیا کے آتش پرست گبر اوستنگ رشی تھے اور نئے رشی اُسی کی اولاد میں سے تھے۔ جو ہندوستان میں نوآباد ہوئے تھے۔ پس رگوید کا یہ منتر رشیوں کے وسط ایشیائی آبائی وطن کی طرف کھلے الفاظ میں اشارہ کرتا ہے۔

پھر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ ہنود کے قدیم اجداد بحیرہ کیسپین کو جانتے تھے۔ اور اُن کا کوئی فرقہ اس کے کنارے پر آباد تھا اور اُن کے ایک بزرگ کے نام سے وہ کیسپین کہلاتا ہے۔

رگوید ۱: ۶۱: ۱۵ میں سواشو نام ایک راجہ کا بیان پایا جاتا ہے۔ خود وہ اوستا میں یہی نام ہوسپا آیا ہے اور یونانی میں کسپا۔ ان تینوں ناموں کے لفظی معنی ہیں عمدہ گھوڑا رکھنے والا۔ یونانی کسپا سے کیسپی نام ایک قوم پائی جاتی ہے۔ ہیرودوٹس نے دارا بادشاہ کے صوبوں میں اس قوم کو دو مرتبہ شمار کیا جس سے عُلما گمان کرتے ہیں کہ یہ قوم دو حصوں میں منقسم تھی۔ یا اس قوم کی دو آبادیاں تھیں۔ ان میں سے ایک آبادی والوں نے جو بحیرہ کیسپین کے کنارے کے بستے تھے اپنے نام سے اس بحیرہ کو نامزد کیا۔ اگر وید کے سواشوا اور یونانی کسپا ایک ہی لفظ ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ ہندو آریا کے اجداد کسی زمانہ میں بحیرہ کیسپین کے کنارے پر آباد تھے۔

علاوہ ازیں میڈیہ میں کسفیا نام ایک مقام پایا جاتا تھا۔ اس لئے علماء کا گمان ہے کہ اصل کیسپی میڈیہ کے باشندے تھے۔ جنکا خاص مقام کسفیا یا کسپیا تھا۔ وہاں سے انہوں نے مشرق کی طرف جا کر بحیرہ کیسپین کے کنارے پر ایک جدید آبادی قائم کی۔ اور اس بحیرہ کو اپنے نام سے نامزد کیا۔ اب اگر وید کا سواشوا ژند ہواسپا اور یونانی کسپا ایک ہی نام ہو تو ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ اہلِ ہنود کے قدیم بزرگ نہ صرف بحیرہ کیسپین ہی کے کنارے پر آباد تھے بلکہ وہ میڈیہ ... میں بھی سکونت پذیر تھے پھر دیکھئے کہ کسفیا "خدا کے گھر کے لئے خدمت کرنے والا" عبرانی لفظ مشرتیم کا ترجمہ ہے۔ ابتدائی حرف میم اور آخری لفظ یم جو کہ جمع کی علامت ہے۔ چھوڑ دینے سے اصل لفظ شرتھ رہ جاتا ہے۔ عبرانی شرتھ۔ ژند زرتھ۔ سنسکرت جرتہ یا جریتہ یہ سب ہم شکل اور ہم معنی الفاظ ہیں اور ان سب کے معنی "قربانی کے وقت گیت گانے والے" کے ہیں۔

پس صاف ظاہر ہے کہ کسفیا آیت آریا آبادی تھی اور یہ آبادی میڈیہ میں اپنا قدیم نام رکھتی تھی۔ اور ہندوستان میں بھی آجتک پنڈتوں کو شنکر کہتے ہیں پھر ہیرودوٹس نے اس قوم کی ایک شاخ کو اریزنتی یعنی آریوں کی نسل کہا ہے۔ پس اس شہادت کی رو سے کسفیا میں آریوں کی بود و باش کی نسبت کچھ شک باقی نہیں رہتا۔

پھر کسفیا یا کسپیا کے آریا آبادی ہونے کی بابت ایک اور ثبوت یہ ہے کہ لفظ سنسکرت کا شیاپیا لفظ سے بہت ہی مشابہت رکھتا ہے۔ سنسکرت لفظ کاشیاپیا کے معنی کشیاپا کی اولاد کے ہیں۔ پُرانوں میں کشیاپا نام ایک راجہ کا بیان پایا جاتا ہے جو سورج دیوتا کا باپ تھا۔ وید میں سواشوا راجہ کو سورج کا باپ کہا گیا ہے۔ پس عُلما کے خیال میں وید کا سواشوا اور پُران کا کشیاپا ایک ہی شخص ہے۔ کشیاپا کو اہلِ پُران نے سانپ۔ درندے۔ دریائی جانور وغیرہ کا والد قرار دیا ہے۔ بعض یونانی مصنفوں نے بحیرہ کیسپین کو اس قسم کے جانداروں کا پیدا کرنے والا کہا ہے (ایرین ڈمنس صفحہ ۱۸) لہٰذا کشیاپا اور کسپا بھی ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ پس وید کا سواشوا اور ژند ہواسپا۔ پُران کا کشیاپا اور یونانی کسپا ایک ہی ٹھہرتے ہیں۔ ایسا گمان کیا جاتا ہے کہ اس راجہ نے سورج کی پرستش کی ترغیب دی اور اس سبب سے وہ سورج کا باپ کہلاتا ہے اب ان امورات سے صاف ثابت ہے کہ اہلِ ہند کے ایک بزرگ بنام سواشوا یا کشیاپا کی اولاد بحیرہ کیسپین کے کنارے پر اور میڈیا میں بستی تھی

رگوید ۱۰: ۵۷: ۲ میں سواشوا سندھو کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔ سائنا چارج نے اسکی یہ تشریح کی ہے کہ "دریا جو بہت گھوڑے والا ہو" حالانکہ سنسکرت میں لفظ سندھو کے عام معنی محض "سمندر" کے ہیں۔ پس یقیناً سواشوا سندھو سے





بجز کپیبن ہی مراد ہے۔ ہاں یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ما بعد کے ویدک منتروں میں یہی پرانا اور قدیم لقب سواشو اسند صوبہ پنجاب کے نئے دریا سندھ کو بھی دیا گیا ہو۔ (باقی آئندہ)

نوٹ اور رائیں

مدرسہ علم آلٰہی بریلی

گذشتہ البومنی کی ایگزیکیٹو میٹنگ میں یہ قرارداد پیش ہو کر منظور ہو گئی ہے کہ بریلی میں علم آلٰہی کے مدرسہ کی طرف سے ایک چار صفحہ کا بلیٹن سہ ماہی سردست اُردو میں جو کہ تھوڑا عرصہ بند رہا پھر شائع کیا جائے اس پرچہ کا مدعا یہی ہوگا جو کہ پیشتر تھا کہ مدرسہ علم علم آلٰہی کی البومنی کو اور اُن کے تعلقات باہمی کو جنکی اس سے دلچسپی ہے قائم رکھا جائے۔ چندہ برائے نام صرف اٹھ آنہ مع محصول ڈاک ہوگا تاکہ اضلاع کے منتظر صاحبان وقت اور پیسہ کی کفایت شعاری معلوم کر کے پرچہ کو اُن خریداروں تک پہنچا سکیں جو اسے لینا پسند فرماتیں۔ اس پرچہ کے مینیجر ہونے کے اعتبار سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس اطلاع کو نور افشاں بشائع کیا جائے۔

المشتہر:- ایچ۔ ایس۔ پیٹرس۔ بی۔ اے
مدرسہ علم آلٰہی بریلی۔

ایک چور کی شامت

۵ اگست کی شام کا واقعہ ہے کہ کسی مسلم رئیس کا ایک نوکر اس کا روپیہ چرا کر مالک کے مکان سے بھاگ نکلا۔ تھوڑی ہی دیر بعد مالک کو خبر ہو گئی وہ ٹانگہ پر سوار ہو کر اس کے پیچھے چل نکلا۔ میکلوڈ روڈ پر مالک نے مفرور نوکر کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا اور نوکر نے بھی معلوم کر لیا کہ آقا صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ عین دفتر نور افشاں کے پاس آ کر مفرور نوکر نے سڑک چھوڑ کر گلی میں گھسنے کی کوشش کی جیسے گھسنے لگا پیچھے سے سائیکل سوار کی ایسی ٹکر لگی کہ سائیکل سوار اور چور نے تین چار پلٹے کھائے سائیکل سوار تو سڑک پر پڑا رہ گیا پر چور فوراً اُٹھ کر گلی کی طرف بھاگ نکلا۔ اتنے میں آقا صاحب بھی پہنچ گئے لوگوں نے جو گلی کے مکانات میں آباد تھے چور... کو پکڑ کر اس کے آقا کے حوالے کر دیا اور سہ دوڑ دھوپ ختم ہو گئی۔ عبرت۔

---

۶ اگست کی صبح اور آسمان کی سیر

۶ اگست کی صبح پو پھٹنے کے قریب راقم الحروف کی آنکھ گرمی کے باعث کھل گئی آنکھیں کھولتے ہی نظر مشرقی افق پر پڑی۔ آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ تھا۔ اس وقت آسمان پر عجیب و غریب منظر آنکھوں سے دوچار ہوا وہ منظر چاند بصورت ہلال اور صبح کے روشن ستارے کی قربت و نزدیکی کا تھا۔

پہلی دفعہ جب چاند اور ستارہ مذکور پر نظر پڑی تو چاند اور ستارے میں ایک بالشت بھر کا بعد معلوم ہوا۔ چونکہ یہ امر راقم الحروف کے لئے ایک عجوبہ تھا۔ اس وجہ سے راقم الحروف ٹکٹکی باندھ کر اس منظر کو تکتا رہا۔ چاند اور ستارہ مذکور میری آنکھ کے روبرو ایک دوسرے سے قریب ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ چاند نے ستارے کو بالکل چھپا لیا اور صبح کی روشنی تک یہی کیفیت رہی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ راقم الحروف نے چاند کی آڑ میں سیارے یا ستارے کو چھپتے دیکھا۔

بچھو کاٹے کا معالج

۸ اگست کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کو کالے بچھو نے کاٹ لیا وہ شخص چند لمحوں کے اندر بالکل بیہوش اور نیم مردہ ہو گیا۔ اُس کے عزیز و اقارب اُسے چارپائی پر ڈال کر ڈاکٹر لوبیر کے پاس لے آئے اور لوگوں کا اچھا خاصہ ہجوم ہمراہ تھا۔ صاحب موصوف نے لوگوں کو ہٹا کر مریض کو دیکھا اور کچھ دوا پلائی۔ دوا کا حلق سے نیچے اُترنا تھا کہ تقریباً آٹھ دس منٹ کے بعد مریض کی آنکھیں کھل گئیں۔ ہوش آئی اپنے آپ کو لوگوں کے ہجوم میں چارپائی پر پا کر حیران ہوا۔ فوراً اُٹھا اور دھوتی باندھ کر کہنے لگا میں جاتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے اُسے بیٹھ رہنے کا حکم دیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے مریض کو ایک اور دوا پلائی۔ ایک گھنٹہ کے بعد گھر کو چلا گیا۔ لوگ ڈاکٹر صاحب کے معالجہ سے دنگ ہو کر چلے گئے۔

سنگھوئی کانگریگیشن

برخاص و عام کی خدمت میں التماس ہے کہ آپ اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں سنگھوئی کانگریگیشن کو یاد کریں۔ کیونکہ یہ کلیسیا بالکل نئی کلیسیا ہے۔ جس میں صرف پانچ خاندان عیسائی ہیں۔ باقی سب ہندو مسلمان ہیں۔ یہ کلیسیا حال ہی میں راولپنڈی پریسبٹری کی طرف مقرر کی گئی۔ اور چونکہ ہمارے کام میں شیطان بھی بڑا زور لگاتا ہے۔ اس لئے آپ صاحبوں سے درخواست ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں ہماری مدد کریں کہ اس کلیسیا کے وسیلے سے خداوند یسوع مسیح کو عزت اور جلال ملے۔ اور خدا اس کلیسیا کو پھلدار کرے اور رونق بخشے۔ آمین۔

خاکسار۔ اوجاگر چند خادم انجیل
سنگھوئی۔

شکریہ

نور افشاں مطبوعہ ۸/۶/۲۶ کے صفحہ ۸ کالم ۲ میں چند سطور جو بطور اشتہار درج ہوئی تھیں۔ میری نظر سے گذریں۔ سو بندہ نے بذریعہ ایک پوسٹکارڈ بخدمت اقدس جناب مسٹر ایم کے خان۔ مہاں سنگھ باغ لاہور گذارش کی کہ مہربانی فرما کر حسب وعدہ مندرجہ ذیل کتب این۔ ایس ریڈنگ روم کے پتہ پر روانہ کیجئے۔ یعنے

(۱) اثبات التثلیث فی التوحید
(۲) ہبوط نسل انسانی۔

(۳) تصحیف التحریف

(۴) انسان کامل

سو صاحب ممدوح نے ازراہ مہربانی اپنی گرہ سے ۲ روپئے ۸ آنے کا ٹکٹ لگا کر مندرجہ بالا کتب مفت ریڈنگ روم مذکورہ کے پتہ پر روانہ کر دی ہیں۔

صاحب ممدوح کا نہ صرف میں بلکہ جملہ ممبران ریڈنگ روم شکریہ ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

واہ رے ہمت اور وعدہ ایفائی

راقم - این - سالومن - جی بلاک - سول بازار جہلم پریذیڈنٹ منتظم - این - ایس - ریڈنگ روم -

ڈسٹرکٹ بورڈوں کو سرکاری امداد

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ پنجاب (وزارت تعلیم) نے حال ہی میں ان مستقل مالی عطیات پر نظر ثانی کی ہے جو ڈسٹرکٹ بورڈوں کو دیئے جاتے ہیں اور جنکا تعین ۱۹۱۶ء میں کیا گیا تھا۔ توسیع و ترقی کی گرانٹیں جو اصل میں ۱۹۲۲ء میں منظور کی گئیں تھیں اور ڈویژنوں کے کمشنروں کے حوالے اس غرض سے کر دی گئی تھیں کہ وہ ان کو نئے امور کے مصارف کی گرانٹوں کے طور پر اپنے اپنے ڈویژنوں میں تقسیم کر دیں۔ اب ان کو مستقل عطیات (گرانٹوں) میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جو گرانٹیں اب آخری طور پر آئندہ پانچ سال کے عرصہ کے لئے منظور کی گئی تھیں۔ ان سے صوبے کے ان ڈسٹرکٹ بورڈوں کو جو مالی اعتبار سے کمزور ہیں زیادہ مستقل طور پر مالی امداد میسر آسکیگی۔

لیجس لیٹو کونسل نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کے لئے دو قسم کی گرانٹوں کے لئے روپیہ منظور کیا ہے یعنی مستقل گرانٹ اور توسیع و ترقی کی گرانٹ ان منظور شدہ رقوم کی مجموعی مقدار ۱۲۲۸۵ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ طبی - ویٹرنری اور تعلیمی اغراض کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو روپیہ دیا جائیگا۔ مزید براں کافی روپیہ ذرائع آمد و رفت کے بورڈ آف کمیونیکیشن بورڈ کی تحویل میں رکھا جائیگا تاکہ سڑکوں کی تعمیر کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو مالی امداد دی جا سکے۔

ٹوکیو۔ ۵ اگست - کوریا کے صوبہ کا گا بیڈو کے ہزارہا ایکڑ کے رقبہ زمین میں زبردست طغیانی آئی ہے۔ اس طغیانی سے ۱۰۵ اموات کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

(رینڈ ے ماژم)

ڈربن ۴ اگست دریا الود کے کنارے گنے کے کھیتوں میں خوفناک آتشزدگی واقع ہوئی جسکی مثال نٹال کی تواریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ ۵۰۰ ایکڑ رقبہ زمین کی فصل تباہ ہو گئی ہے۔

ڈربن کی طرف دریا کے کنارے پانچ میلوں تک آگ جاری رہی۔ یقین کیا جاتا ہے کہ کم از کم ۱۲ نٹال کے باشندے جلکر مر گئے ہیں۔ تین یورپین بھی آگ کے شعلوں کے درمیان قابو آگئے تھے۔ لیکن وہ تو لیٹ کر اور آگ کے شعلوں کے اوپر سے گذر کر بچ گئے اور ایک آگ کے شعلوں کے راستے سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

شملہ ۷ اگست - ایمپائر پارلیمنٹری ایسوسی ایشن کی ہندوستانی برانچ نے ایمپائر پارلیمنٹری کانفرنس منعقدہ آسٹریلیا کے لئے لالہ لاجپت رائے سرڈار سی ہٹرنے کو بطور ڈیلیگیٹ منتخب کیا ہے۔

لالہ لاجپت رائے کو سب سے زیادہ ووٹ ملے جبکہ سرڈار سی اور مسٹر شنکم چیٹی میں سخت مقابلہ رہا۔ جس کا فیصلہ قرعہ اندازی سے ہوا اگر منتخب شدہ ڈیلیگیٹوں میں سے کوئی آسٹریلیا نہ جا سکا تو مسٹر چیٹی جائینگے۔

نورافغان کے لئے نئے خریدار دیجئے

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دنیوی اور دینوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین انکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بر جب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرنیکا ۱ع سے ۱لہ تک گرلز کونول ۵ع سے ۶ع تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

ضرورت ۱/۲

ایک کمپونڈر عرصہ پانچ سال سے کمپونڈری کر رہا ہے اس کے پاس اس عرصہ کی کارگذاری میں ۹ چٹھیاں ہیں۔ اگر کسی صاحب کو شفاخانہ میں کمپونڈر یا ڈریسر کی ضرورت ہو تو وہ مسٹر نقابیل کمپونڈر سی۔ ایم۔ ایس۔ مردانہ شفا خانہ کوئٹہ بلوچستان سے خط وکتابت کرے۔

المشتہر

نقابیل کمپونڈر

مردانہ شفا خانہ - سی - ایم - ایس۔

کوئٹہ - بلوچستان۔



ایک نسخہ اپنے پاس رکھیں اور منادوں کو اس سے واقفیت کرادیں۔ لیکن قبل اس کے کہ کوئی سرکاری کارروائی کی جاوے نہایت ضروری ہے کہ محبت و میل ملاپ سے کام لیا جاوے تاکہ ہمارے کام میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ پیدا ہو۔

چوتھا جلسہ ۲۰ تاریخ بروز سوموار فراہم ہوا کمیٹی کی رپورٹ پڑھی گئی اور بعد چند اصلاح اور گفتگو کے منظور ہوئی۔

پانچواں جلسہ بروز بدھ ۳۰ تاریخ فراہم ہوا۔ ذیل کے مضمونوں پر غور کیا گیا۔

نومریدوں کو عشائے ربانی کے لئے کس طرح تیار کیا جائے۔ دو صاحبان نے اس مضمون کو پیش کیا۔ اُن کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ بپتسمہ دینے کے بعد ان کی تعلیم کو جاری رکھا جائے۔ اور یہ کوشش کی جائے کہ وہ کم از کم دو سال کے اندر تعلیم پاکر کلیسیا کا پورا شریک ہوجائے اور نومرید کی خاص تعلیم ذیل کے مضامین پر ہونی چاہئے۔

نئی پیدائش۔ نئی زندگی۔ چال چلن کی پاکیزگی۔ کلیسیا، مسیح کا بدن اور ہر ایک مسیحی اُس کا عضو ہے اور مسیح کی موت اور اس کا اثر مسیحی زندگی میں۔

یہ بھی قرار پایا کہ اس اثنا میں نومریدوں کو موقع دیا جائے کہ وہ اس رسم کو ادا ہوتے ہوئے دیکھ سکیں

چھٹا جلسہ ۲ جولائی بروز جمعہ فراہم ہوا۔ خاص مضمون یہ تھا کہ دیہاتی چندہ کو کس طرح ترقی دی جائے اور مناد کی روزانہ خدمت کی کیا حد ہونی چاہئے۔ ان دونوں مضامین کو ایک صاحب نے پیش کیا۔ پہلے مضمون پر مندرجہ ذیل رائیں پیش کی گئیں۔

(۱) چونکہ چندہ دینا لوگوں کی نیت اور آمدنی پر منحصر ہے۔ اس لئے لوگوں میں دینے کی نیت پیدا کرنی چاہئے

(۲) ہمارے سندہ کی شخصی زندگی پر چندہ کی ترقی منحصر ہے

(۳) پُرانے خیرات کے طریقوں کو مسیحی طریقوں میں مبدل کرنا چاہئے۔

(۴) چندہ ٹھیک وقت پر لینا چاہئے۔ مثلاً فصل چندہ فصل کے موقع پر اتواری چندہ دہ یکی اور مُٹھی فنڈ پر بہت زور دینا چاہئے۔

(۵) کوئی نہ کوئی اسٹیمیٹ مناد کے سامنے ہونا چاہئے

(۶) عبادتخانہ کے تعمیر کے واسطے لوگوں کو ترغیب دینا چاہئے

(۷) لوگوں کو سکھایا جائے کہ مناد کی تنخواہ کا کچھ حصہ چندہ میں دیں۔

(۸) خاص خوشی کے مواقع پر چندہ دینے کا رواج دینا چاہئے۔ مثلاً شادی۔ پیدایش۔ بپتسمہ۔ مکان کی تعمیر وغیرہ کے مواقع پر۔

دوسرے مضمون یعنے مناد کی خدمت کے اندازہ کی بابت ذیل کی رائیں پیش ہوئیں۔

(۱) چونکہ مناد کی خدمت کی پیمائش کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا مناد کی خدمت کا صحیح پیمانہ اُسکی ضمیر ہے۔

(۲) مناد کا ضروری کام خلوتی دعا ہے۔ اس کا اثر کام پر پڑتا ہے۔

(۳) مجموعی ضمیر کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

(۴) ہمارے کام کی حد نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ ہم حتی المقدور کام کریں۔ اور ہمارے دل میں یہ خیال ہونا چاہئے کہ تو خدا مجھے جانتا ہے۔ میرا حساب مجھ سے ہے۔

(۵) ہر ایک شخص اپنے واسطے کوئی نہ کوئی پروگرام تیار کرے۔

راقم: ایس۔ کے۔ رائے

تصحیح

نور افشاں مطبوعہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۶ء کے صفحہ اول پر جو نظم چھپی ہے اُس کے آٹھویں شعر کا پہلا مصرع

وہ میوے سے ہو وقت پر بارور

اور سترھویں شعر کا دوسرا مصرع

وہ نابود ہو جائیگی زود تر

ٹھیک پڑھنا چاہئے۔

شیدائے صلیب

تنم چوں سایۂ زلفت دلم چوں دیدۂ موراں
زہیچ غالیہ موئے کہ چوں موراں میاں دارد

ناظرین ذی تمکین کرام۔ مجھے مقدس انجیل یوحنا کی ورق گردانی کرتے ہوئے ایک نہایت ہی خوبصورت چیز ملی ہے جسکو دیکھ کر میرے دل میں ایک عجیب انقلاب پیدا ہوا۔ اُس تقاضا طبیعی اثر دال چیز نے میرے دل میں سحر سامری کا اثر پیدا کر دیا۔ میں دل وجاں سے اُس کا شیدائی ہو گیا۔ میری دلدادگی تمنا کی بیل بتی گو ذرا سی ہے لیکن صحن کے وسیع چمن میں اُسے فرش مخمل بننے کا ارمان ہے بارش کا ایک ناچیز قطرہ اپنے ہم کاروان ہمسفر کی حمایت پر سمندر بننا چاہتا ہے اور خاک کا ایک ادنےٰ ذرّہ آفتاب کی چمک اپنے پیکر پامال میں پیدا کرنے کا متمنی نظر آتا ہے۔ اس محشرستان میں میری تمناؤں کی عمارت خانۂ یاد محبوب میں قدم بردوش ہے اور نہایت سرعت سے اُس راہ امید کو تاکتا ہے تاکہ اُس پری پیکر کو پاکر میری گناہ آلودہ ہستی اُسکی مواصلت سے پاک ہو جائے اس کٹھن راستہ میں مجھے بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ اور صدہا مصائب میں پھنسا۔ مگر پھر بھی میں بشوق اُس راستہ پر جانا چاہتا تھا۔ چونکہ میرے تصوری خیالات اُس خوبصورت چیز پر لگے ہوئے تھے۔ اس لئے میرا دل اور دماغ ایک عجیب جدوجہد وکشمکش سے برسر پیکار تھا کہ اس بُرے اور مصائب کے راستہ سے دوری اختیار کرے۔ میں اپنے غیر دانشمندانہ رائے پر سوچ رہا تھا کہ کیا کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ اس کٹھن راستے سے برگشتگی اختیار کروں۔ جس سے میری رہائی مضمر ہو لیکن عمر کے تقاضے اور تکمیل شباب سے رہائی کی بہترین تدابیر پر عامل نہ ہوا۔ مزید سوچ اور آیات کے کثرت مطالعہ نے میری نگاہ زمانہ سلف کے لوگوں پر ڈالی کہ انہوں نے اس راستہ سے رہائی پانے کا کونسا طریقہ اختیار کیا تو میرا دل نئے خیالات کا آماجگاہ بن گیا۔ اس وقت میری نگاہ مقدس

پولس رسول۔ یوحنا۔ یعقوب اور استفنس وغیرہ پر پڑھی۔ جنھوں نے اُس خوبصورت کو پایا۔ کیونکہ اُن کا دارومدار محض اُس پر ہی تھا۔ واقعات ایک نہایت خوشگوار صورت اختیار کر رہے ہیں۔ ناظرین خیال کرینگے کہ وہ کونسی چیز ہے کہ جسکو پہلے پولس وغیرہ نے پایا تھا۔ آپ نے بہت دفعہ اسکو دیکھا اور سنا ہوگا۔ شاید خیال نہیں کیا۔ میرے ہموطنو۔ وہ مسیح کی صلیب ہے۔ اس لئے مقدس پولس کہتا ہے میں اپنے درمیان لیسوع مسیح کی صلیب کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ یقیناً میرے اس خیال کو تقویت ہوئی گئی۔ میری طبیعت نے تمام رسمی۔ وہمی و خیالی رسومات سے فطرۃً رجحاناً نفرت اختیار کی میرے خیالات بد کافور ہو گئے۔ میں صدق دل سے اس کا عاشق بن گیا تاکہ اس سے پورے طور سے مواصلت کروں۔ اب مجھے پورا اعتماد ہوا کہ زندگی کا سچا راستہ مسیح کی صلیب ہے۔ اور زندگی کی فرسودہ روش کے لئے بھی رہائی کی امید ہے۔ تب مرا دل اس کے نقش کو قبول کرنے کے لئے مستعد ہوا تب میرے دل سے یہ دعائیہ صدا نکلی ؎

واں پہلو سے خستہ خوں بہا۔ کہ اپنی صلیب کے پاس مجھے
میں فقیر غریب خستہ گدا زر نقد کہاں میرے پاس بھلا
وہ جو مفت میں لیتے ہو سب کو پلا ہی آب بقا کی ہو آس مجھے
رہوں زیر صلیب اُٹھا دل ستم میرا سر بھی قلم ہو نہ چھوڑوں گا قدم
دم نزع بھروں میں تیرا ہی دم زرا اتنے دو ہوش و حواس مجھے

کیونکہ یہی میرا مقصود ہے۔ پیشتر اس کے میں صلیب سے بہت کم واقف تھا۔ اگر مجھ کو اس سے محبت کرنے کا زیادہ موقع ملتا تو میں اس کی محبت کا حق ادا کرتا۔ ہر شخص کے دل میں اُس کی جگہ ہے۔ اس لئے وہ ہم کو کہتا ہے کہ اگر تم صلیب سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم بھی صلیب خود اُٹھاؤ جس طرح سے میں نے خود تمہارے درمیان اُٹھا کر تمہیں نمونہ دیا۔ اور تمام مصائب کا مقابلہ کر کے ہمیں زندگی دی اور کثرت سے دی اور ہم سب کو بچا لیا۔

برادران ہم کو چاہیے کہ اپنی صلیب کو خود اُٹھا دیں تاکہ اس کے وسیلے سے کثرت کی زندگی پا کر ہمیشہ کے لئے خوش و خرم رہیں۔ آمین

احقر۔ اللہ دتا (گھٹیالوی)

ہماری بائبل اور مُسلم علماء

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بائبل بدل گئی۔ تحریف ہو گئی اس کی کچھ قدر و توقیر نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک فضول کتاب ہے۔ عیسائی اُس کی اصلیت و اعتبار کا۔ اس کی قدر و منزلت کا کچھ بیان نہیں کر سکتے۔ کتاب ہذا میں اعتراضات مذکورہ کا دندان شکن جواب دیکر بائبل کی اصلیت و اعتبار کا۔ بائبل کی قدر و قیمت کا ایسا بیان کیا گیا ہے۔ جو نہ صرف ہر ایک بائبل کے مخالف کی مناسب تادیب کرے۔ بلکہ بائبل مقدس کی بابت ہر ایک مسیحی کے ایمان و امید و محبت کو زیادہ کرے۔ ہر ایک مسیحی مناد و مبشر کی تقویت کا باعث ہو۔ ہر ایک متلاشی کے لئے تعلیم کا کورس ہو۔ اردو زبان میں یہ کتاب اچھی قسم کی پہلی کتاب ہے کاغذ۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ ضخامت دو سو صفحہ سے زیادہ ہے۔ قیمت بغیر محصول ایک روپیہ (عہ) ہے۔

پادری غلام مسیح ایڈیٹر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور سے طلب فرمائیں۔

گکروش

ککروں کی بے مثل اور مجرب دوا ہے۔ بار بار آزما کر بے خطا پایا۔ اور ککروں کو دور کرنے کے علاوہ خارش اور پانی گرنے کو بھی نافع ہے۔ ہمارے ایک مسیحی دوست نے تیار کیا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ (ہیں)۔

ملنے کا پتہ

ایم۔ کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ
لاہور

اشتہار کتب

تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو۔ ایک ضروری سوال جس کا جواب دینا ہر مجھدار مسیحی پر فرض ہے۔ صفحہ ۴۴ - ۳ پائی

تم مسیح کی نسبت کیا خیال کرتے ہو۔ ڈی۔ ایل موڈی صاحب کے ایک لیکچر کا اُردو ترجمہ صفحہ ۲۴ - ۳ پائی۔

توبہ کر اب بھی تو کہ ورتوبہ یا نہ ہے۔ توبہ کے متعلق مشکلات و رکاوٹیں دُور کرنے کا طریقہ صفحہ ۳ - ۲ پائی

تحقیق الواقعات اناجیل۔ انجیلی واقعات کے سچا ہونے کا ثبوت۔ صفحہ ۱۷ - ۳ پائی۔

طریق الحیات۔ اسلام۔ ہندو اور مسیحی مذاہب کی تعلیمات کا مقابلہ صفحہ ۱۶۶ - ۲ ر

توبہ کی حقیقت۔ توبہ کیا ہے اور تائب آدمی کی زندگی کی خصوصیتیں کیا ہیں۔ صفحہ ۲۴ - ۳ پائی۔

تناسخ کا کھنڈن و مسیحیت کا منڈن۔ ترجمہ مسئلہ آواگون اور مسیحی دین کی اس امر میں سچی تعلیم۔ صفحہ ۳۲ - ۲ ر ۶ پائی۔

تعلیم در تعلیم حصہ دوم۔ سموئیل سے لیکر دانیل کے اسیری سے رہا ہو کر یروشلم میں واپس آنے تک کے حالات صفحہ ۱۵۰ - ۳ ر

تقویتہ الایمان۔ خدا کے تجسم و مسیح کی الوہیت کا بیان۔ صفحہ ۲۴ - ۱ ر

ہماری بائبل اور مُسلم علماء۔ بائبل کی صحت۔ دیگر مذہبی کتب پر کامل فوقیت اور مسلمان عالموں کی تحریروں کے مطابق موجودہ بائبل کے اصل و معتبر ہونے پر سب سے بڑی اُردو کتاب۔ صفحہ ۲۰۸ - عہ

انسان کامل۔ پادری سلطان محمد خان صاحب کا ایک رسالہ کہ سوائے مسیح کے کوئی انسان مظہر خدا نہیں ہو سکتا۔ صفحہ ۱۶ - ۹ پائی

المشتہر

سکریٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا